از عدالتِ عظمیٰ[1]

رائے بریلی کیشتریہ گرامین بینک

بنام

بھولاناتھ سنگھ ودیگران

تاریخ فیصلہ: 28 فروری، 1997

[کے راماسوامی اور سجاتاوی منوہر، جسٹس صاحبان۔]

قانون ملازمت:

برطرفی۔بینک میں نقد رقم۔دستخطوں کی جعل سازی اور رقم کی دھوکہ دہی سے واپسی کے لیے بدعملی الزام۔تفتیشی افسر نے الزامات کو ثابت پایا۔انضباطی اتھارٹی نے برخاستگی کا حکم دیا۔اپیل میں حکم برقرار رکھا گیا۔عدالتِ عالیہ نے رٹ کے دائرہ اختیار میں شواہد کی دوبارہ تعریف پر حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔قرار پایا کہ، عدالت عالیہ نے پہلی اپیلٹ عدالت کے طور پر شواہد کی جانچ کرنے میں غلطی کی۔عدالتی جائزہ ایک اپیلٹ اتھارٹی کے طور پر قابلیت پر مقدمے کے عدالتی فیصلہ مترادف نہیں ہے۔آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت کارروائی میں اعلی عدالت اپیلٹ اتھارٹی کے طور پر کام نہیں کرتی بلکہ عدالتی جائزے کی حدود کے اندر قانون کی غلطیوں یا طریقہ کار کی غلطیوں کو درست کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرتی ہے جس کی وجہ سے واضح ناانصاف یا فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔موجودہ معاملے میں ایسی کسی غلطی کی نشاندہی نہیں کی گئی اور نہ ہی عدالت عالیہ نے اس حوالے سے کوئی نتیجہ درج کیا۔عدالت عالیہ کے حکم کو خارج کر دیا گیا؛ عدالتی جائزہ: آئین ہند 1950۔آرٹیکل 226۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1826، سال 1997۔

ڈبلیو پی نمبر 10200، سال 1990 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 19.4.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

التاف احمد، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل اور بی پارتھا سارتھی اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندگان کے لیے یوگیشور پرساد، مسز رچن گپتا اور پی کے بجاج۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔

ہم نے دونوں طرف کے فاضل وکلاء کو سنا ہیں۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل الہ آباد عدالت عالیہ کے سنگل جج کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے، جو 19 اپریل 1996 کو رٹ پٹیشن نمبر 10200/90 میں دیا گیا تھا۔

تسلیم شدہ موقف یہ ہے کہ مدعاعلیہ پر، اپیل کنندہ بینک میں کیشیر - بمعہ - کلرک کے طور پر کام کرتے ہوئے، اس الزام کا الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے دھوکہ دہی سے مختلف تاریخوں پر مختلف اکاؤنٹ ہولڈروں کے بچت کھاتوں سے 28,500 روپے کی رقم نکالی تھی۔ اس پر ایک فرد جُرم پیش کی گئی جس پر مدعا علیہ نے اپنا جواب دیا۔ ایک تفتیش کی گئی جس میں اس نے حصہ نہیں لیا۔ کارروائیاں یک طرفہ طور پر انجام دی گئیں۔ پھر، تفتیشی افسر نے پیش کردہ شواہد کی تفصیلی جانچ پڑتال کے بعد، نتائج ریکارڈ کیے کہ مدعاعلیہ دستخطوں کی جعل سازی اور رقم کی دھوکہ دہی سے واپسی کے لیے بدعملی مجرم تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ انضباطی اتھارٹی نے 17 اپریل 1989 کو مدعاعلیہ کو وجہ بتاؤ نوٹس دیا تھا کہ اسے برخاست کرنے کی تادیبی کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔ مدعاعلیہ نے 11 اپریل 1990 کو اپنا جواب پیش کیا۔ اس پر غور کرنے پر، انضباطی اتھارٹی نے ملازمت سے برخاستگی کی تادیبی عائد کر دی۔ اپیل میں بورڈ نے پورے ریکارڈ پر غور کیا اور مدعا علیہ کو ملازمت سے برخاست کرنے کے حکم کی تصدیق کی۔ اس کے بعد مدعاعلیہ نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کی۔ جج نے معاملے کی خوبیوں پر غور کیا اور پایا کہ الزامات ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ مکمل طور پر، اس نے ملازمت سے برخاستگی کی سزا کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس طرح، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے دلیل دی ہے کہ جج کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ کار قانونی طور پر درست نہیں ہے۔ یہاں تک کہ رٹ پٹیشن بھی قابل قبول نہیں تھی کیونکہ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ کے تحت عدالتی فیصلہ کا متبادل داد رسائی دستیاب ہے۔ لہذا، فاضل واحد جج کا حکم قانون کی

غلطی سے خراب ہو جاتا ہے۔ مدعاعلیہ کے سینئر وکیل شری یوگیشور پرساد کا کہنا ہے کہ تفتیشی افسر کی طرف سے تحقیقات کرنے کے لیے اٹھائے گئے تمام اقدامات قانون کے مطابق نہیں تھے۔ برانچ مینیجر نے ایک خط میں اعتراف کیا ہے کہ وہ رقوم کی واپسی کا ذمہ دار ہے؛ مدعاعلیہ کو قربانی کا بکرا بنایا گیا تھا؛ جانچ میں تحریر کے قابل سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی تھی اور اس لیے یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی قابل قبول ثبوت موجود نہیں ہے کہ مدعاعلیہ نے اکاؤنٹ ہولڈروں کے جعلی دستخط کیے تھے اور رقم نکالی تھی۔ گواہ کو پروانۂ طلبی اور ان سے جرح کرنے کی اس کی درخواست کو فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسترد کر دیا گیا۔ لہٰذا، عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ درست تھا کہ مدعاعلیہ کے خلاف الزامات شک سے بالاتر ثابت نہیں ہوئے ہیں۔

متعلقہ تنازعات کو مد نظر رکھتے ہوئے، غور کے لیے پیدا ہونے والا واحد سوال یہ ہے: کیا عدالت عالیہ کا اخذ کردہ نتیجہ قانونی طور پر درست ہے؟ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کے ذریعہ مطلوبہ انضباطی قواعد کے تحت طریقہ کار کے اقدامات پر عمل کیا گیا ہے۔ تفتیش ختم ہونے اور رپورٹ پیش کیے جانے کے بعد، انضباطی اتھارٹی نے اسے مجوزہ تادیبی کے لیے وجہ بتاؤ نوٹس دیا تھا اور مدعاعلیہ نے بھی اپنی وضاحت پیش کی تھی۔ رپورٹ اور جواب پر غور کرنے کے بعد، انضباطی اتھارٹی کی طرف سے برخاستگی کی سزا عائد کی گئی جس کے خلاف اپیل دائر کی گئی۔ اس مرحلے پر، اس نے گواہوں کو نئے سرے سے طلب کرنے کی درخواست کی۔ اس درخواست کو اپیلٹ اتھارٹی نے مسترد کر دیا تھا۔ اس حکم کو بھی حتمی ہونے دیا گیا۔ بورڈ نے اپیل کو مسترد کر دیا۔

ان حالات میں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عدالت عالیہ شواہد اور جس طریقے سے شواہد کی جانچ پڑتال کی گئی ہے اس کی تعریف کرنا اور اس سلسلے میں نتیجہ ریکارڈ کرنا قانونی طور پر درست ہوگا؟ عدالتی جائزہ اپیلٹ اتھارٹی کے طور پر قابلیت پر مقدمے کے عدالتی فیصلہ مترادف نہیں ہے۔ عدالت عالیہ، آرٹیکل 226 کے تحت کارروائی میں اپیلٹ اتھارٹی کے طور پر کام نہیں کرتی ہے لیکن قانون کی غلطیوں یا طریقہ کار کی غلطیوں کو درست کرنے کے لیے عدالتی جائزے کی حدود کے اندر کام کرتی ہے جس کی وجہ سے ظاہر نا انصاف یا فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس معاملے میں ایسی کسی غلطی کی نشاندہی نہیں کی گئی اور نہ ہی عدالت عالیہ کی طرف سے اس حوالے سے کوئی نتیجہ درج کیا گیا۔ دوسری طرف، تادیبی عالیہ نے شواہد کی جانچ کی گویا کہ یہ پہلی اپیل کی تادیبی ہے اور تفتیشی افسر کے ذریعے درج کردہ اور انضباطی اتھارٹی کے ذریعے قبول کردہ

حقائق کے نتائج کو الٹ دیا۔ ان حالات میں، شواہد کی جانچ کا سوال، جیسا کہ عدالت عالیہ نے پہلی اپیلٹ عدالت کے طور پر کیا تھا، مکمل طور پر غیر قانونی ہے اور اسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

اس کے مطابق ہم عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اپیل کی اجازت دیتے ہیں۔ نتیجتاً، برطرفی کا حکم برقرار رہتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔